

تت مسد الر حمار

تقریر ۲۹ - دو سیر کے لئے دعا ہے

انہیں ہرگز دعا کا تجربہ نہیں ہو سکتا اسکی تاثیرات پر اطلاع نہیں اسلئے اسطرح کہہ رہے ہیں اور نہ گارہ دیے ہیں متوکل ہیں تو پھر بسیار ہرگز علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہونے سے پہلے طبیعت کی حالت دور سے جانتے ہیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے ہی ہوتے ہیں۔

سید احمد خاں بھی دعا کے منکر تھے لیکن جب انکا پیشاب بند ہوا تو دہلی سے سوانج ڈاکٹر کو بلا دیا یہ سمجھ رہا کہ خود بخود ہی پیشاب کھل جاوے گا۔ حالانکہ وہی خدا ہے جسکے ملکوت میں ظاہری دنیا ہے جبکہ دوسری اشیاء میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باطنی دنیا میں تاثیرات نہیں ہیں میں سے دعا ایک زبردست چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قضاء و قدر میں سب کچھ ہے مگر کوئی یہ تو بتائے کہ خدا تعالیٰ نے وہ فہرست کس کردی ہے۔ جس سے معلوم ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان اسرار پر کوئی فتح نہیں پاسکتا ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بعض سے بیمار ہے تو قریب یا کسٹراہل جب اسکو دیا جاوے گا تو اسے اسپتال چلاویں گے اور فیض کھل جائیگی کیا یہ اس امر کا تین ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیرات رکھتی ہوئی ہیں۔

ہر شخص بڑے انسان کو کہتا ہے کہ وہ کیسا از خود رفتی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کی حالت سمجھیں نہیں پاتی ہے اسلئے ان لوگوں پر خدا کا بڑا ہی فیض ہوتا ہے جو ابتدائی ادا میں اس زمانہ کے لئے سی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں انکے لئے وہی تقویٰ اور خدا کی بندگی رکھی جاتی ہے۔ عرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوجیاں کا زمانہ ہے کہ کام کرنے کا زمانہ نہ ہو بلکہ اسلئے اب سوچا جاتا ہے کہ وہ کیا طریق ہے جس کو اختیار کر کے انسان کچھ آخرت کے لئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو دیکھا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کارآمد آدمی ہو تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے

الہما رحمہ ربی ان النفس الامارۃ بالسوء الہما رحمہ ربی۔ جو میں نے اپنے نفس کو دیکھا

نہیں ہر اسکتا کیونکہ نفس امارہ بری کی طرف تھکتا کرتا ہے اسکی ہر قسم کی تمکینوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے۔ میرا رب رخصتم کرے اس سے معلوم ہو تا ہے کہ اس زمانہ کی باتوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے زری کو شش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت جلدی ضرورت ہے۔ ہزار ہا ظاہری ہی (جو انسان اپنی ہی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ فیض اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل نہ ہو اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طریق سے ہوتا ہے جو دنیا کو دیکھ کر بچ ہو۔

ہر گزیت سے جائے بالکل مفید ہوتے ہیں اور باوجود مفید ہونے کے بھی وہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ تو اس ظاہری تقویٰ اور عبادت کی ایسی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور تقویٰ و عبادت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ تقویٰ و عبادت اور طاقت اور دل میں ایک انگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل ہی لئے اللہ نے دی ہے۔

اول تدبیر کرو

اس مقصد کے حاصل کرنے والے (جساکہ میں پہلے ہی مرتب کیا کرچکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیر عادت اپنے آپ کو گناہ کے گڑھ میں نہ ڈالے۔ ورنہ وہ ضرور چاک ہو گا۔ جو شخص دیر عادت بد راہ اختیار کرتا ہے یا کنوین میں گرتا ہے اور زبردستی وہ یقیناً چاک ہو گا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ رحم ہو سکتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری اور بہت ہی ضروری ہے کہ ہمارا جماعت کے لئے اسکو سد تھامے تو نہ کہ طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنوالی سنوں کے لئے ایک نمونہ ہو۔ (اگر جیانتک سکن ہے ہر صحت اور یہ حالتوں سے پرہیز کرے اور اسچاہ آپ کو نیکی کی طرف لگا دے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔

یاد رکھو تدبیر ہی ایک منفی عبادت ہے اسکو غیر مست سمجھو اس سے دور راہ کھل جاتی ہے جو بیرون سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بیرون سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گمراہی پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ سے انکے ہوجاتا ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے بوجھ میں گرفتار ہوئے کہ باوجود ہی تدبیروں میں

لگا ہوا ہو تا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تو اس پر جلتا ہے۔ اور اسی قابلِ قدر تبدیلی پالتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تنہا جو عبادت کے قابل نہیں اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابلِ منت نفس امارہ کو آہستہ ہوجاتا ہے۔ جبکہ یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ ہی اس کی تمکین کرتا ہے۔ یہ کوئی چوڑا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور عبادت کے حاصل کرنے کے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور یہی ہے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعاؤں اور بدسمتوں کو ترک کرو۔ ان مقامات کو جو ہر طرح درجہ اس قسم کی تحریک کا موجب ہو سکیں جعفری دنیا میں تدبیر کی راہ اپنی ہے۔ اسقدر کوشش کرو۔ اور اس سے نہ ہٹو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعا ہے

دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور عادت بد راہی کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ وہ دعا ہے۔ اسی طریق سے اور تدبیر کرنے والے ہیں مثلاً آرامت کرنے والے اور ہی سہاگت کرنے والے وہ خود جانتے ہیں کہ ان تدابیروں وجہ سے انہوں نے سفارہ اٹھایا ہے اور اشیاء میں مختلف اثر دیکھے ہیں۔ ہر جب کہ ان چیزوں میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دعاؤں میں جو وہ ہی نفی اسباب اور تدابیر ہیں اثر نہیں؟ اثر میں اور ضرور ہیں لیکن ہرگز اسے لوگ ہیں جو ان تاثیرات کو واقع اور آفاقی اسلئے انکار کر دیتے ہیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے۔ دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خود ہی ہر تدبیر نکال لیتے ہیں۔ کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ ذہن ہو یا حریق اسکا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو یہوک ملی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ پرے یا توڑ بہر خدا کہا لے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کسی نہیں اسطرح جسکو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اسکی پیاس کب کچھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر کرنے کے لئے چاہے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی ہوے تب جا کر اسکی تسلی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ہر دعا کرتے وقت بیداری اور گہرا سہل سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں ٹھیننا چاہئے۔ بلکہ اسوقت تک جتنا

نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ کھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گہرا سہل ہوتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جاتے اسکی نشانی یہ ہے کہ یہ نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں جو شکل کی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا کے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی ٹھیکیاں شکلات اس سے دور ہوتی ہیں دشمنی کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے اور دیکھا چیز ہے جو دعا کو چال نہیں ہوتی ہر سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک بیکر کرے اور خدا تعالیٰ ہر زندہ کلمہ یہ بکشتی ہے گناہ سے نجات دیتی ہے۔ اور میکوں پر مقامات انکے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جسکو دعا پر ایمان ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآنی طریق اثر نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین اس میں اللہ تعالیٰ نے چار صفات کو جو تمام الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ رب العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرا ذرہ کی ربوبیت کرتا ہے۔ عالم اسے کہتے ہیں جسکی خبر اس کے اس سے معلوم ہو تا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جسکی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارجح۔ اجماع دنیوی سب کی ربوبیت کرتا ہے وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اسکی پرورش کرتا ہے جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے رمان روح کی سیر اور اسکی لئے سائر اور حقائق وہی مظاہر فرماتا ہے۔ یہ فرمایا ہے کہ وہ رحمان ہے یعنی اعمال سے ہی چیزیں اسکی رحمتیں ہوتی ہیں۔ یہ وہی ہے جسکی ہر زمین۔ جہانہ سورج۔ ہوا۔ پانی وغیرہ بقدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں سوچو کہ وہی اور ہر وہ اللہ رحیم ہے۔ یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش میں دیتا ہے ہر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا دہی

دیتا ہے اور وہی یوم الہزاک مالک ہے۔ ہفتہ
صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک
کی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور
ان صفات پر ایمان لانا ہے تو خواہ مخواہ روح
میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے
لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے اس کے لئے بعد
اہل ذالفضل خط المسماہ فیہم کی ہدایت
فرمائی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تعلیمات
اور دعوتوں کے طور پر کئے گئے دعا کی بہت بڑی
ضرورت ہے اس لئے اس پر ہمیشہ بہت زور دیا گیا ہے
مستحق کو بعض بعض اصلاح نفس کے لئے اور
خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے
کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں
جقدر توکل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کر لیا اور
اس بارہ میں نہ ہونے والا قدم رکھا گیا۔ اس قدر
عمدہ نتائج اور ثمرات ہیں گئے تمام مشکلات
دور ہو جائیں گی۔ اور دعا کرنے والا تقویٰ
کے واسطے عمل پر پورے طور پر جاوے گا۔ یہ بالکل
سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو
پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ نفسانی
مذہبات پر محض خدا تعالیٰ کے فضل اور ہدایت
ہی سے موت آتی ہے۔ اور یہ فضل اور جذبہ
دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ طاقت عزت
دعا ہی سے ملتی ہے۔

میں ہر گز ہمتا ہوں کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں
جماعت کو ہر گز ہر گز دعا کی بے قدری نہیں کرنی
چاہئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جس پر مسلمانوں کو
ناز کرنا چاہئے۔ اور دوسرے مذاہب کے آگے
تو دعا کے لئے گدھے پھر چڑھے ہوئے ہیں اور
وہ تو چر نہیں کر سکتے۔ میں سفاکی بیان کیا ہے
کہ ایک عیسائی جو خون مسیح پر ایمان لاکر سارے
گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا فرق
پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے۔ اور ایک ہندو
جو یقین کرتا ہے کہ تو بہ قبولی ہی نہیں ہوتی اور
تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ
کیوں دعا کے واسطے لگے گا۔ اور کیا ہوتا ہے
وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتنے بچے ہندو سوز
لگنے سے چارہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے یاد رکھو
کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دعا
کی تعلیم ہے۔ اس میں ایسی ہی نہ کرو۔ اور دوسرے
سے شکوہ۔

پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت
ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک جگہ فرماتا ہے۔
واذا سالک عبادی عنی فانی قریب

اجیب دعوة الداع اذا دعان۔
یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ
خدا کہاں ہے یا دعا کیا جوت ہے تو کہہ دو
کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے
کہ جب کوئی دعا کرنے والا ہے پھر دعا ہے تو میں کو
جواب دیتا ہوں یہ جواب کسی رو یا احسان کے بارے
میں ہے اور کسی کثرت اور الہام کے واسطے سے اور
علامہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں
اور طاقتوں کا اظہار کرتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے
کہ وہ ایمان دار ہے۔ جبکہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے
غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ اور قرآن
شریف میں جا ہی اہل تضرع و دی جہود کو
لوگوں کے حالات بھی بتاتے ہیں جنہوں نے دعا
کے ذریعہ اپنے مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء
علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور انکی کامیابیوں کا
اصل اور پکا ذریعہ ہی دعا ہے۔ پس میں طبیعت
کرتا ہوں کہ اپنی بیانی اور عملی طاقت کو بڑھانے
کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے
ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل
سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔

تیسرا پہلو صحت
نما و یقین ہے

سچ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خواہ کتنا
بڑی عبادتوں کے ساتھ ہو صلوات کی صحت
میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ انکا نور صدق و یقین
استقلال دلوں پر اثر کرتا ہے اور ان کی کثرت
کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ تین ذریعے ہیں
جو ایمان کو شیطان کے غلوں سے محفوظ رکھتے ہیں
اور اسے طاقت دیتے ہیں۔ اور جب تک ان
ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اور سرت
تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کرے گا
میں ایمان کو چین نہ دے جاوے اسی صحت
بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کیساتھ
اپنے فہم کو رکھتا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی
حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان
تینوں پتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں
کرتا ہے مجھ اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی طے
سے نقصان اٹھاوے۔

رفع شر و کسب خیر

لیکن یہ بات یاد
رکھو کہ کتابوں میں
جب لکھا جاتا ہے کہ بڑیاں چھوڑ دو اور نیکیاں
کرو۔ تو بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں
کا کمال اسی قدر ہے کہ جو شہر جہاں میں مشغول
چوری۔ زنا۔ عنیت۔ بددیانتی۔

بر نظری و غیرہ ساری سوئی چیزوں سے بچتے ہیں تو
اپنے آپ کو سمجھتے تھے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام
مارج حاصل کر لئے ہیں اور ہم بھی چھوڑ دیے ہیں
حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جاوے۔ تو یہ سمجھتی
چیز نہیں ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چوری
نہیں کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو زنا
نہیں کرتے یا خون نہیں کرتے یا بد نظری یا بد
کی برعاتوں میں مبتلا نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ
اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے ترک کیا
خواہ وہ عدم قدرت ہی کی وجہ سے ہو مگر اس میں
صرف تنہائی نہیں چاہتا کہ انسان ترک کرے
سمجھ لے کہ بس اب میں صاحب کمال ہو گیا۔
بلکہ وہ تو انسان کو اپنے درجہ کے کمالات اور
اخلاق نامند سے متصف کر چکا ہوتا ہے اور اگر
سے ایسا اعمال و اعمال سرزد ہوں جو نیکی
کی پہلانی اور بہرہ ریزی پر مشتمل ہوں اور ان کا
نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے
میں اس بات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی
اپنی ترقی اور کمال روحانی کی وجہ سے تنہا ہی
کہ میں نے ترک کر دی ہے صرف ترک کر دی ہے
کے کمال مقبول اور مثلاً کو اپنے اندر نہیں رکھتی
بار بار ایسا تصور کرنا کہ میں نے خون نہیں کیا
خوبی کی بات نہیں کہ نہ خون کرنا ہر ایک شخص
کا کام نہیں ہے۔ کیا یہ کہنا کہ زنا نہیں کیا کیونکہ
ذکر نازک چیزوں کا کام ہے نہ کہ کسی شریف
انسان کا۔ ایسی چیزوں سے پرہیز زیادہ سے
زیادہ انسان کو ہوشیوں کے طے سے خارج
کر دیتا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں سیکھ
جہالت (جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف
میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال کیے تھے
کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ خدا
تعالیٰ سے راضی ہو گئے) صرف ترک کر دی ہے
سے نہ بنی تھی۔ انہوں نے اپنی زنجیروں کو خدا
کی رضا حاصل کرنے کے لئے سچ سمجھنا کی
خلوق کو نفع پہنچانے کے واسطے اپنے آرام
و آسائش کو ترک کر دیا۔ جب جگہ وہ ان مارج
اور مراتب پر پہنچے کہ وہ آگاہی رضی اللہ
عنہم و رضوانہ۔

گرمیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں کی
یہ حالت ہو رہی ہے کہ کتب چھوڑ دی گئی
ہے اور وہی اصل مقصد ہے لیکن وہ تو
ترک کر دی ہیں ہی بہت نظر آتے ہیں۔ اور
ان کا میں کا تذکرہ کیا ہے؟ جو مسلمان
کے کام میں۔ پس ہمیں چاہئے کہ تم ایک
ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھو۔ لو سننا دل

بڑیوں سے پرہیز کرو۔ اور پرہیز کی بجائے
نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سی اور
مجاہدہ سے کام لو اور یہ خدا تعالیٰ کی توفیق
اور اس کا فضل دعا سے مانگو جب تک
انسان ان دونوں صفات سے متصف نہ ہو
تو تاہی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں
کرتا وہ اس وقت تک مومن نہیں کہہ سکتا
مومن کامل ہی کی تعریف میں تو اللہ تعالیٰ علیہم
فرمایا گیا ہے۔ اب نور کرو کہ کیا اتنا ہی صاف
تہا کہ وہ چوری چکاری رہتی نہیں کرتے
تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے؟ نہیں
اللہ تعالیٰ علیہم میں تو وہ اعلیٰ درجہ
کے انعامات رکھتے تھے ہیں جو خدا اور کمال
الہیہ کہہ سکتے ہیں

(باقی آئندہ)

اطلاع

حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کے عزت و احترام کے ساتھ بری ہر گز
جانے پر امن احباب نے مبارکباد دار اور
خطوط اعلیٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں ارسال
فرمائے ہیں اعلیٰ حضرت نے تمام خطوط
اور تارون کو خوشی سے پڑھا ہے خصوصاً
اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم القدر
نشان کے پورا ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں
اور مخلصین و مومنین کے ازدیاد ایمان
کا باعث ہیں۔

میں اس عظیم الشان نشان کے متعلق حکم
میں انشاء اللہ ایک معنی خیز مسئلہ مضامین
کا خدا کے فضل و کرم سے تائید ہمارے
شروع کروں گا۔ آج عکاشا دعاؤں حضرت
مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبدالکریم
صاحب مدرسہ کلا مضنون شائع کرتا ہوں۔
احباب میرے لئے دعا کریں کہ میں خدا تعالیٰ
کے اس عظیم الشان نشان کو اس کی
شان اور حیثیت کے رنگ میں دکھانے
کی توفیق پاسکوں۔

(ایڈیٹر)

زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آیتوں سے کون نطفے لے رہا ہے

یہ چھوٹی لائنیں ہیں بڑی بھاری بات ہے کہ قرآن شریف ہی ایک زندہ اور بیکار کتاب ہے۔ بیکار تمام پہلی کتابیں صحت اور صحت دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے بیکار ہیں اور قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو دونوں چیزوں سے آپ تک زندہ بابرکت کلام ہے اور قیامت تک بیخطر رہے گا۔ اس صحت میں لاریب یہ بڑی بھاری بات ہے کہ اپنے بگنے سب کی خدمت کے قابل ہے۔ خود قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے اور عیسایا اور مسلمانوں میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس خدمت کی مانند ہیں۔ کامیاب دعویٰ اور کامیابی ہے اور اسکی تائید بھی ہوگی اور اسکی صحت و سستی میں کسی شبہ نہیں آئے گا۔

ان امور کو مد نظر رکھ کر اس وقت قابل اتفاق بات ہے کہ آج کے زمانہ میں ہر وہ کونسی قوم ہے جس کے دست و زبان سے قرآن کریم کے ان دعوؤں کا ثبوت ظاہر ہو رہا ہے اور اس کا فخر میں کوئی دوسری قوم ان کے شریک نہیں ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں یہ ایک تازہ آب حیات ہے۔ بات سنا رہا ہوں۔ چھپے یقین ہے کہ میرے دل و دماغ میں نہایت نسبت رکھنے والی ہوتی ہوگی اس سے مستفید اور مسرور ہوں گے۔ پھر تاریخ کو اس قسم میں ڈیڑھ لاکھ کی کوٹ میں حضرت حق اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منظور ہوا اس سے سب لوگ واقف ہیں کہ دن و رات جو کہ قریب جگہ میں بہت افضل میں بیٹھا ہوا تھا جسے یہ خبر ملی۔ سنتے ہی اس کے اختیار سجہ میں گرا اور بے انتہا شغ و غوغا اور لذت سے مملی کریم کی تسبیح و تحمید کرتا رہا۔ سجہ سے فارغ ہوا تو گھر کی ایک لڑکی زبا سے جو قرآن پڑھ رہی تھی یہ آیت کان میں پڑی ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذ ابتلیٰ علیہم مخروءون

لاذقان متجددا ویقولون جھاک رہنا ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ یعنی جن لوگوں کو واقعات کے وقوع سے قبل ان پیشگوئیوں کا علم دیا گیا ہے جب انہیں قرآن پڑھا جاتا ہے یعنی ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا انہیں سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجہ کرتے ہوئے بڑھتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے سب کے لیے پاکیزگی ہے (یعنی وہ پاک اور برتر ہے جس سے کہ جس کے منہ کی باتیں پوری نہ ہوں بلکہ غیروہی ہے کہ اس کی تمام قبل از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوں اس لیے کہ وہ ہمارا سب کا بھائی تربیت اور تہذیب اخلاق اور تقویت ایمان کے لیے اس میں ضروری ہے کہ رسول کی زبان سے پڑھ کر پیشگوئیاں کی جائیں اور وہ ان وقتوں پر پوری ہوں) یقیناً ہمارے بچے وعدہ پورا ہوا ہے۔ اس آیت کو سن کر دوبارہ نئے جوش اور زور و جوش سے بھڑکے ہوئے ہیں گرا۔ فراغت کے بعد عالم ذوق میں کیا عجیب نظارے سے سیرے سائے آئے تھے۔ ہے کہ میں فکرم کو ان کے گھسے پر اور زبان کو بیاں کرنے پر قادر نہیں ہوا۔ سمجھ ان وجدانیات کے جو میری سرخ کو رشتہ کر رہی تھیں ایک یہ بات ہے سائے آتی اور پھر سوال بکر سے قلم میری زبان پر درج ہوئی کہ ان حرکات کی ہر اس وقت جسے سن رہی ہوں میرا دل جھلکا ہے اور اس سے بہت متاثر ہو رہی ہوں۔ راز اور موجد کیا ہے۔ کیا یہ ہے کہ اس شخص مرزا غلام احمد قادیانی اور وہ ہر اس مغلوں میں سے ایک نسل ہے جس کے اس کی نظروں میں ہوائی کی وجہ سے پیلاری خوشی ہے۔ معمولی سقامت و رزات جاری رہتے ہیں کوئی بارگاہ کوئی جیتا ہے پہلے منظور بھی ہوتے ہیں خاموش بھی ہوتے ہیں ایک یہ بھی منظور ہو گیا انہو کی بات آپس کیا ہے جس سے اس قدر حیرت و خوشی کی جالی اور سجہ میں گرا۔ اور فروتنی و لہر غالب جلتے اس سوال کا بے تکلف اور صاف جواب تھا کہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی شہادت وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوئیں اور ان بات اور نشان و شوکت سے پوری خوشی و مسرت اس وقت پوری ہوئیں جس تک ایک خدا میں قوم نے وقوع کی خوشی میں سجہ اور بچا کے انہماک سے خدا تعالیٰ کی وہ گواہی اپنے حق میں کی جو آیت مذکور بالا میں ہے۔ اس و میدان کے ساتھ میرے دل میں آیا اور لازماً

آنا چاہیے تھا کہ اس وقت احمدیوں کے سوا اور کون میں جو زندہ خدا کے زندہ نشان رکھیں اور لشکر کے جوش سے توجہ کی حالت انہیں طاری ہو اور سجہ میں گریں اور شغ و بکا کا استیلا ان کے دل پر ہو اور سجہ و بکا میں چھوٹ چھوٹ کر رہیں اور یہ کہیں ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ آج ہمارے سب کا وعدہ (پیشگوئی) قلمی طور پر لکھا ہوا۔ سلسلہ واقعات میں جو نظام عالم کے مضبوط قواعد و مرتبہ قوانین کے موافق ہمیشہ جاری رہتا ہے وہ واقعات بھی محض معمولی نظریات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی سوانح میں مذکور ہیں کی زبردست باتیں اور وعدے کے جاتے ہیں اگر سیر کی نگاہ اپنے ڈال جائے۔ لیکن جب ان کے پیش و پس کو غور سے دیکھا جائے تو وہ خدائی کا ایک ہی مصفا آئینہ ہوتے ہیں۔ شاہد حق موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ انہوں کے سامنے رکھو۔ سرسری طور پر چند فقرات میں قصہ تمام ہو جاتا ہے اس طرح کہ ایک شخص دریا سے پھر گھر گیا خدا کو کیسے گل گیا۔ ورنہ لشکر سمیت ڈوب گیا۔ ایسے واقعات آتے دن ہوا کرتے ہیں۔ ہزاروں جہاز سمند کی چھائیوں کو چھپنے کے لیے تیار رہتی تھیں کہ ایک ڈوب جاتے ہیں کچھ بچ کر رہتے ہیں۔ پھر ایک نبی کا معجزہ دیکھا اور خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب میں جسے غور سے نبی کریم کی ملاقات نبوت کے اثبات میں اس کا ذکر کیا۔ اس امر کے لیے اس قدر ہی آئینہ پر شوکت دعویٰ کو غور سے دیکھنا چاہیے جو ایک اتوان بے سامان انسان منہ سے ایک بے سامان پر وقت شخص کے سانس نکلا جیکہ اسے عرش جبروت کے سامنے کھڑے ہو کر ایسی حالت میں کہ عادتاً ضعیف اور کمزور انسان خشک ہو کر رہ جاتا ہے نہ لافظی اور لافظی توت اور یہ مختصر کرنے والی زبان سے کہا انا رسول رب ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا نقدر فذحکناک بائۃ من ربک والسلام علیمن اتبع الهدی فانہم اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و توہی۔ ہم تیرے سب کے پیچھے ہوئے ہیں اور انکی طرف سے پیغام یہ لائے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ رہو مگر نہ اسے اور انکو عذاب نہ دے ہم تیرے سب کی طرف سے نبی چاہیے جو بھاری نشان لائے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آج سلامتی اسی کے لیے ہے جو خدا کی باتوں پر چلنے والا ہے

ہم کو خدا تعالیٰ نے صاف صاف کہا ہے کہ ہمارے اس پیغام کی تکذیب کرنا والا اور نبی تعالیٰ سے منہ پھیرنے والا سزا پائے گا۔ اب ایک طرف تو ان الفاظ کی شوکت اور زور میں غور کرنی چاہیے دوسری طرف یہ سمجھنا چاہیے کہ اس وعدے کے وقت یہ قسم کے مادی پلہ کے لحاظ سے کون ان وعدوں میں سے زیادہ محفوظ تھا یا آئندہ سلامتی کے اسباب پلہ کر سکتا تھا۔ کیا اس دھمکی کے وقت حضرت نبی کے دل میں یہ خیال جا کر بن تھا کہ کسی زمانہ میں فریاد ہم پہنچ کر فرعون پر چڑھائی کرینگے اور اپنے منہ کی باتوں کو پورا کرینگے یا موقع پھر خدایا اس کا کام تمام کر دیں گے۔ اور کیا ان تمام باتوں سے کوئی بات آخر کار تمام ہوگئی۔ کیا فرعون معمولاً حضرت موسیٰ کے ماتحت مارا گیا یا حضرت موسیٰ کی کوئی قوت اس کے مالک کرنے میں کارگر ہوئی خدا کا لشکر کراہی کوئی بات واقع نہیں ہوئی نہ ممکن تھا کہ یہ زبردست پیشگوئی ایک نادان کے نزدیک معضشتیا میں پڑ جاتی۔ پھر کیا اس وقت جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اعداوت قوت اور جھڑپ سے یہ دعویٰ کر رہی تھی یہ بھگت تھی اور اس پر یقین رکھتے تھے کہ ایک عرصہ کے بعد وہ بنی اسرائیل کو مانتا لیا جائے گا اور فرعون کا قبضہ کراے گا۔ آخر دریا سے وہ پھر پار اتر جائیں گے اور فرعون ڈوب جائے گا۔ میرا خیال بھی اس بے بنیاد ہے۔ پھر غور کرو کہ یہ دعویٰ کس طاقت اور قوت کے پیش سے ہوئے ہیں۔ نظر آتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اترتے قاہر علیہم خیر مستی کے منہ کی باتیں ہیں جسے آگے دیکھنے واقعات اور دونوں کے انجام کا علم تھا۔ غرض راز و خوب جا، اور سچ جا، کوئی قابل توجہ امر نہیں۔ دیکھنے کے قابل وہ پھر زندہ الفاظ ہیں جو قبل از وقت کہے گئے ہیں۔ اس طرح ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام فتوحات فتح بدر اور فتح مکہ اور دیگر تمام فتوحات میں جو واقعات عالم کے نظام جاری کے مطابق ہیں۔ اور حقیقت یہ واقعہ حضرت موسیٰ اور فرعون کا بھی پہلے نبی کریم اور آپ کے مخالفوں کے انجام کی پیشگوئی ہے۔ یہ سب واقعات معمولی نگاہ میں غریبی لگتا ہے۔ دونوں طرف ہی سطر جی جوان ایک دوسرے کے مقابل کھڑے سطر

عادتاً نکلا کرتے ہیں آخر ایک نثری کام ہے۔
 دوسرا کام سنا۔ یہی کامیابی ہے جس
 خدا تعالیٰ کی زندگی میں عظیم شان آیا
 کہا گیا ہے۔ ان ہی کو حزب اور حزب الشیطان
 یا اور یہ اور اور اولیاء الشیطان میں
 قارن کہا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت و
 کفالت اور تائید کے الفاظ ان ہی میں
 ہو گئے ہیں۔ اس سوال سے کہ یہ نصرت
 نصرت کس معاملہ سے ہے یا آیت یا علامۃ النبوة
 ہے کیا اس میں حجت کی حیثیت سے حوائج
 طبقات میں سے ہر طبقہ کے اعمال کے متعلق
 یکساں مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔
 اس کا صاف جواب یہ ہے کہ قبل از وقت
 اور پیشگوئی کے لحاظ سے اسے خدا نے قادر
 قاسم کے منہ کی بات اور آیت کہا جاتا ہے۔
 اسی طرح کہ ہے جو آج حضرت سید محمد
 مہدی مسعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے
 ملی۔ اور اسی طرح یہ فتح ظفر اور نصرت امین
 انہی کا ثبوت۔ آیت النبوة اور قاری ظفر
 در بیان اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان
 کے۔ اگر سامان کہلے والوں میں خدا
 شناسی اور خدا ترسی کا کوئی کرشمہ آتی گیا
 ہے تو اس شخص کے عقائد اور لوازم اور
 قبل از وقت کی نسبت پیشگوئیوں میں
 طرح کیجانی ظہور خداوندی میں جس طرح خدا
 تعالیٰ کی کتاب کے واقعات میں کی جاتی ہے
 پھر انہیں اور ہمیں بتائیں کہ رسول کریم صلی
 علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے
 واقعات نصرت و ظفر میں اور حضرت سید محمد
 علیہ السلام کی تائید انہی کے واقعات میں کیا
 فرق ہے۔

کیا خدا تعالیٰ کا صحیح نصرت دہی اور اپنے مقتدا
 رسولی نبی کریم صلی علیہ وسلم کی طرح نصرت
 سامان اور تائید رکھتا۔ اور کیا بالحق
 طاقتوں اور خوتوں اور شرارتوں اور ہم طرح
 کے سامانوں کے مجموعہ نہیں ہے۔ کیا خدا تعالیٰ
 کے ہر وہ کی جگہ کے لیے متفق اور مقرر و
 نہیں مقرر کئے۔ اور شری اہل حدیث و اہل
 حدیث اور دوسرے ان کے اشکال اور احوال خدا
 تعالیٰ کے لیے نہیں ہو چیں اگر انہیں ہوس کوئی
 حق کہ گدی محمدی کہنے والا دل بھگت
 رہ گیا ہے کہ ان کی انگلیں کیا کیا نصرت میں
 تزیین اور انتظار ان کی طرح کس نظر کے
 دیکھنے کے لیے انہیں ہمارے پاس رکھنا تھا
 اور ان کو اس کے اندر رکھنے کے بعد ان کو

آج میں کی مراد کے خلاف ظاہر ہے کیا کیا
 اسید یا بنوں میں ہمارے قدرت خاستہ
 تھے۔ اور وہ اب بار قدرت سے دیکھیں ان
 کہا جس اور افغانی پیشگوئیوں کو جن میں وہ
 بڑی جرات اور مرات سے اپنے اخبار میں
 درج کرتے رہے۔ وہ وقایع علی حدیث و
 زمانہ کی معرفت کے مٹی اخبار و مری اخبار
 اخبار یا پسید اخبار اور ان کے دل و دماغ سے
 مناسبت رکھنے والے خبروں نے دینی و دنیا
 کو جسے خبر اور زبان سے شائع کیا اور ان میں
 زعموں کو میں کا پہنچنا ابتدا میں خدا تعالیٰ کی
 مستور سنت کے مطابق اہل اسد کو ضروری ہے
 ہے کامل و ثورق اور نصرت سے ایک پیشگوئی کے
 رنگ میں بیان کیا اور وہ ہے کیا کہ اس سلسلے
 احمدیہ کا خاتمہ ہے۔ وہ ساجد نشین مری
 وہ گدی نشین خزا۔ وہ علی کی جات کہلاتے
 والے اور معرفت کا دم بھرنے والے نقشبندی
 چشتی۔ قادری اور ان کے بھائی خدا تعالیٰ کے
 لیے خدا کریں کہ وہ اپنے وظیفوں میں کیا کہتے
 وہ خود کیا چاہتے تھے۔ کس خیر کا انتظار کیا
 تھے وہ اپنے سرحدوں کو کس چیز کی توقع رکھتے
 تھے۔ اندوس ان اور سراوں اور ہر ذرہ و راوی
 کی باتیں زبان باقی اور باد ہوا میں ہوتی تھیں
 کاش ان کے دماغ کے ہوتے اور کھٹکے شائع
 کیے ہوئے ہوتے جو ان کے سیاہ چہروں اور
 مجذومانہ تہجوں کو آئینہ بکرا نہیں دکھاتے
 مگر خدا سے جو وہ اور ہر ذرہ کو یہ قدرت اور
 توفیق کبھی ملی نہیں جو اپنے منہ کی کسی راہ کو
 کو شائع بھی کرتے۔ یہ تو جملہ مقررہ کے طور پر
 ایک بات تھی جو راہ میں آپری۔ غرض وہ سب
 دیکھ کسی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں
 جو خدا تعالیٰ کے سچ موعود کے استیصال کے لیے
 اور چشم و دراز تھے سوچیں اور سوچیں کیا
 ان کی دعاؤں۔ ان کی تقریروں۔ ان کی متفقہ
 کوششوں اور ان کے ہر قسم کے کامیابی کے
 مخالف ایک بات واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ ان
 کیوں ہوئی ہے۔ کیا ایک سر و خط خدا تعالیٰ کی
 زبان سے نصرت و رسوں پہلے اسی طرح پکار کر
 کہا تھا فکیدا و فی جہد ان لا منظور۔
 و براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں کیا
 یہ دعویٰ درج ہے جس طرح خدا تعالیٰ کی زبان
 قائم البین صلی علیہ وسلم اور دیگر انبیاء
 نے نماظروں کو کہا۔ پھر کیا اس محمدی کے بعد
 تزیین رہے اور باخدا و ان کو رکھ گئے
 کاش تمہارے ہاتھ ان کے ہاتھ سے

خدا سے جنگ کرنے والے نہیں رہتے جانتے یا کیا
 سارے ذہن نہیں نکلتے اور اسی کا نزل کے
 تیر خالی نہیں کیے۔ اور کیا یہ کوششیں تھیں
 اور اس اسید سے کی نصرت کا عہد کا سناہری کا
 ہر نام و نامہ بخاری لمبی ان کوں پہلے ہر
 ہر نام کی جھنجھٹیں تمہارے جہد و سار پر
 اور کیا یہ کاروائیاں تمہارے خدا سے قوت پا کر
 اور انکی نصرت کے ہر وہ پہلے کی نصرت یا اپنے
 جذبات اور نفسانیت کے ہر شوق کے نڈر
 دھکے کے نیچے اگر کی نصرت۔ پھر تمہاری اسید
 اور قوتوں کے خلاف کیوں ظہور میں آیا۔ اور
 تمہارا حریف مقابل ان دعووں کے مطابق
 جو قبل از وقت کیے گئے تھے آخر کار کیوں
 ہوا۔

اور انوں نے اس بکری کی طرح اپنے گھر سے چری
 کھد کر قارہ رزق کے مانتہ دی جبکہ مرد خدا کے
 استقبال کے لیے کمر بستہ تھے۔ اور خود اپنی
 کار و باریوں سے ان کے سلسلہ کو خدا کی طرف سے
 ثابت کرنے والے ہر گئے اور اپنے پاؤں سے چلکر
 جس خندق میں گئے اور رک کر گئے ہیں
 ان کے پہلے باپ دارا اور اب کی زوالی میں گر کر
 تھے۔ زوالی ہنوز جاری تھی۔ اور دعویٰ کرتے
 والے کی ہر قسم کی پیشگوئیوں کا تھکا سہاہتی
 ایک دانش کے لیے کافی مقرر تھا کہ اگر
 کہ انجام تک زبان و قلم کو تھامے رکھنا گرتا
 اندیشوں نے درمیانی چشم زخم کو جو سنت اور
 مطابق حزب اور خاصا اور ان کا ایک سہا
 الامتاز ہوتا ہے آخری زخم سمجھا اور ہر نام کی
 طرح اچھلنا کو نا شروع کر دیا۔ حال انکے
 نے انہیں تقلید دہی تھی کہ العاقبة للمتقين
 یعنی پہلی فتح باطل پرستوں کی اور انجام کار
 راست بازوں کا ہوتا ہے۔

غرض ہماری خوشی اس وقت پاک خوشی اور
 خدا تعالیٰ کی معرفت بڑھانے والی خوشی ہے
 عادتاً لوگ بھی خوش ہوا کرتے ہیں۔ مقتدرات
 کے جیتنے پر کسی کسی خوشیاں مناتے ہیں۔ مگر
 اس خوشی کا نتیجہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے من
 اور احسانات کے ہر وہ کے سچے ہماری گردنیں ہلی
 چلی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ ہم خوش ہوئے ہیں
 خدا تعالیٰ کے من باتوں کے بعد ہوئے ہیں۔ اس
 فتح اور نصرت کی راہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کے
 نئی شان سے ثابت ہوا ہے۔ ہر وہ ہر وہ
 صلی علیہ وسلم کے پاک اور کامل نبوت کے
 سے قائم اور ثابت ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ
 اس زمانہ میں ایک ہمیشہ سے ایک راہ۔ جس میں

خدا تعالیٰ کے زندہ اور قادر اور قہر و جود کا
 نشان تھا ہے وہ سچے شکر یوں کا وجود اور
 حقائق کا چلنا ہے۔

اس وقت سوز و دل مقررہ تھا کہ تمام جہتوں
 جو ان مقتدرات کے متعلق ہر نام کی نصرت کے
 میں کر کے دکھائی جائیں گے اس میں ہماری کامیابی
 میرے لائق دوست شیخ یعقوب علی صاحب
 نے اعلان کیا ہے۔ وہ حق پرست بڑا مبہر و
 اسد دیکھیں گے جو ہمیں نصرت ہے کہ حق دہا
 میں ہر قارن اور غارت مارت ہو گا۔ جسے
 قصداً اس سے پہلے تھی کیا ہے اس لیے کہ ہر
 ثابت کر دکھایا ہے کہ شیخ صاحب کو خدا
 نے معائنہ میں فرمایا ہے کہ کام کے قابل الہی
 بنایا ہے۔ میں قسم کیا کہ کتا ہوں اگر ان کا
 میں میرے ہاتھ سے کوئی چیز نکلا کر ان کے
 ان کے بعد حکم سطر شیخ یعقوب صاحب
 کے ہاتھ سے نکلتا تو میں بڑی خوشی سے اپنے
 پرچہ کو بند کر دیتا۔ شیخ صاحب نے نصرت
 مدت میں حیرت انگیز ترقی کی ہے خدا تعالیٰ
 ان کے ساتھ جو اور قوم کو توفیق ہو کہ
 کہ ایسے ہی نصرت آدمی کی فکریں۔ بات
 کہاں سے کہاں چلی گئی۔ سچ ہے الالباء
 پھر شیخ باقیہ۔ جس بات کو ساتھ ہی
 مجھے ایک دلچسپی ہے اور ایک ذوق ہے
 مقررہ گیا ہے اختیار مل گئی۔

غرض آج خدا تعالیٰ نے ہماری ساری کوششوں
 اور غموں کو اپنے فضل سے دھو کر دیا اور ہمیں
 اپنے لطف و احسان سے اپنے وعدوں کا
 وارث بنایا۔ اگر پہلی حالت میرا میاں
 ہو جاتی تو یہ خدا اور سعادت حاصل
 ہوتے جو تک حاصل ہوئے ہیں۔ بات
 ایک تفصیل چاہتی ہے اور تفصیل کے بعد
 دنیا دیکھے گی کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا اور کیا
 دکھایا ہے مگر اس کے لیے اور وقت ہے
 خدا تعالیٰ ہماری حماقت کو اس فتح سے
 لذت لینے اور نیکی میں ترقی کرنے کی
 بخشے۔ ایسا ہو کہ وہ ان آیات سے
 ہی گند جائیں۔

حاکم عبدالکبیر

و درخواست دعا۔ خدمت برادران احمدی
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر دار محمدیہ
 رسالہ دار احمدیہ میں سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر
 تیار صاحب محمد اسیل صاحب احمدی ہوتا ہوا ہوتا
 درم جگر و مودہ و کردہ کے دل سے ہر داران احمدی

خطبہ الفطر

(اگر شرافت سے آئے)

کہ میں حاضر ہونے سے ہے۔ اور خفا اقتدا کرنا چاہئے تھا۔ کہنا ہے جب اونہوں نے میرے رویہ و ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا اور لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی تقریر کی تکذیب کرنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا میں سے ان تین آدمی سے کوئی کلام نہ کرے۔ کہنا ہے کہ لوگ ہم سے اجتناب کر گئے یا کہ لوگ ہم سے تنہا ہو گئے تاکہ وہ زمین ہی نہ ہو اور یہی معلوم دینے کی گویا وہ زمین ہی نہ تھی جس کو میں پہچانتا تھا۔ پس ہم پچاس ان اسی حال میں مبتلا رہے اور وہ دونوں میرے یاروں نے عاجز ہو کر اپنے گروں میں بیٹھ کر رونا شروع کیا۔ اور میں جوان دلیر تھا۔ بانار وکھ میں پہرتا تھا۔ اور نماز میں حاضر ہوتا تھا مگر مجھ سے کوئی کلام نہ کرتا تھا اور میں نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکر سلام کہتا اور دیکھتا کہ سلام کے جواب میں آپ کے لب مبارک نے حرکت کی ہے کہ نہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑا ہوں نماز پڑھتا اور آنکھ پھڑکھڑا کر آپ کی طرف دیکھتا جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر بیٹھے جب مسلمانوں کی کوٹھی میں بہت ہولنگی تو ایک دن میں اوقات کے باغی دیوار پھاڑ کر جو میرا چارواں تھا تھا اور میری اس سے بہت محبت تھی بلخ میں گیا میں نے اس کو اسلام ملیک کہا مگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا میں نے کہا اے ابو قتادہ میں تجھے اس کی قسم دیکھتا ہوں کہ تجھے معلوم ہے کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں وہ خدا کا رنا۔ اور مجھ کو جو اب نہ دیا میں نے پورا کلمہ دیکر کہا وہ خاموش رہا میں نے پھر قسیر دعوایہ تم دیکر کہا تو اس نے اقرار کیا کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں یہ سنتے ہی میرے اٹک جاری ہو گئے اور اسی طرح سے دہرا رہے ہر دوکان سے نکل آیا میں بازار میں چلا جاتا تھا کہ ایک آدمی شام کے گھوڑوں میں سے جو دینے نہ فروخت کرنے کو آئے تھے۔ کہتا تھا ہاں ہاں کوئی

مجھے کسب مالک کا پتہ تھا وہ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا اس نے مجھے عثمان کے عالم کا خطا دیا اور مجھ میں کہا پڑا ہوا میں نے وہ خطا پڑا اس میں کہا تھا۔ اھا بعد ہم کو بڑھ چکی ہے کرتے صراحت نے مجھے خطا کیا اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ سے ہمارے پاس چلا آ۔ ہم میری ہر دوش کر کے خطا پر حملہ کرنے لگے کیا کہ یہ بھی ایک ملا آئی کہ خدا کو ہماری طرف طعن ہوئی اس نے اس خطا کو توبہ میں جہاد واجب اس حال کو الیس روز ہو گئے تو ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوا آیا اور مجھ کو کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر ہاتھ رکھ کر توبہ سے طعن سے بچا دیا میں نے کہا کہ آپ نے طعن دینے کو فرمایا ہے یا کیا۔ اس نے کہا طعن کو نہیں فرمایا ہمارا مسرت سے مسرت فرمایا اور دوسرے دو دن میرے یاروں کو بھی یہی کہا گیا میں نے اپنی عورت کو کہا کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کا حکم نہیں آتا تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا۔ اور بھل بن امیہ کی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ جان بن امیہ بھڑنا کا کارہ ہے اس کا خادم کوئی نہیں کیا آپ اس کی خدمت کرنے سے مجھے منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ تجھ سے محاربت نہ کرے اس نے عرض کی کہ خدا تعالیٰ کی قسم وہ اس کام کی بات ہی نہیں داند وہ جس روز سے اس حال میں مبتلا ہوا ہے کچھ تک و نزلت دہائی رہتا ہوں لوگوں نے مجھ کو کہا کہ توبہ اپنی عورت کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاجز نہ ہو جیسے حال کی موت نے آپ سے اسکی خدمت کر نیکا ان کے پاس ہے میں نے کہا اگر میں اس امر میں آپ سے عرض کروں معلوم نہیں آپ کیا جواب دیں اور میں جوان آدمی ہوں اپنی عورت کے پاس ہوتے ہوں مجھ کو اسکا حکم ہے تاکہ اس رات اور گزشتیں وہ ہمارے احوال کو پاس رات ہو گئی پچاسوں رات کی صبح کو میں فجر کی نماز اپنے گروں میں سے ایک گھر کی چیت پر فیر کر ہی حالت میں بیٹھا تھا۔ جیسے خدا تعالیٰ نے قرآن میں ہمارا ذکر فرمایا ہے اور یہ اوم بسبب غم کے بند ہو رہا تھا۔ اور زمین ہل رہی دکشائش کے ہمہ ہر تلمک ہو رہی تھی کہ جیسے ایک آدمی کی آواز دہی کہ ہاں وسیع پر باوازی بلند کہہ رہا تھا کہ کسب بن مالک مجھے بشارت ہو میں مبتلا ہی بکدہ میں گر پڑا اور جان لیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کشائش آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھتے ہی لوگوں کو ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر دی لوگ ہلکے بشارت

دینے۔۔۔۔۔ شروع ہو گئے اور دونوں میرے یاروں کے پاس ہی بشارت دینے والے ہو گئے اور ایک غوطہ دار وکھ اگر میری طرف آیا۔ اور ایک آدمی نے بنی المہم میں سے ہمارے چہرہ کو آواز کی آواز گہرے کی سوار سے چلے ہو گئی جب وہ شخص جس کی بیٹے آواز کی تھی میرے پاس کیا تو اپنے اپنے دونوں طرف سے اوتار کر بشارت کے مومن میں اسکو پہنچا دئے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس روز میرے پاس وہی کپڑے تھے جو دینے اور میں نے دو کپڑے کر تیا لیکر پہن لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر کے چلا رہا تھا میں لوگ مجھے سنتے تھے۔ اور توبہ کی توبہ کی بنیت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمائی۔ تاکہ میں مسجد میں پہنچاؤں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مجتمع تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھ کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور دوڑ کر میرے ساتھ آیا۔ اور حقیقت وہی داند مہاجرین میں سے اس سے سواد و سر اسیری خاطر کوئی کچھ نہیں ہوا۔ کسب طلحہ کے اس کام کو پیشہ یا دیکھتا تھا کہ کسب کہتا ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور وقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے دھنکتا تھا۔ آپ نے فرمایا مجھے بشارت ہو۔ اپنی دن کی جب سے تو ماں سے پیدا ہے اس دن سے بہتر کوئی دن تجھے نہیں آیا۔ میں نے گزشتہ کی بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت ایسا روشن ہو جاتا کہ تہا کر گویا چاند کا لگا ہے اور میری حالت کو جانتے تھے میں نے آپ کے سامنے بیٹھ کر گزارش کی کہ یارسول اللہ میری توبہ میں سے ہے کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ مال اپنے لئے رکھ لے کہ یہ میرے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کی کہ خیر کی غنیمت میں سے جو مجھے حصہ ملا تھا وہ میں اپنے لئے رکھتا ہوں میں نے پھر عرض کی یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے میرے صدقہ کے سبب مجھے نجات دی ہے یہ بھی میری توبہ میں سے ہے کہ آئندہ کو میں اپنی زندگی میں کچھ کے سوا کوئی بات نہ کروں گا۔ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ جس دن سے مجھے بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کی ہے اس دن سے کسی مسلمان پر اللہ تعالیٰ نے ایسا انعام نہیں کیا جیسا صدقہ کے باعث مجھے انعام کیا ہے اور اس دن سے

آج تک کسی جہوٹ نہیں کہا اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ کو بھی مجھے جہوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اب دیکھو کہ فرمانبرداری کا کلام ہے کہ جماعت سے ایک شخص الگ کیا جاتا ہے یہی کوئی حکم دیا جاتا ہے کہ اس کے پاس نہ جہاد سے اور دشمن کی طرف سے دلداری اور امر اور کاد کا وعدہ ملتا ہے مگر مومن فرق نہیں آتا مگر ضعیف فرمانبرداری میں اپنے آپ کو مدیقت وقت یہ ضرور دیکھ لیا چاہو کہ کسی شیطان کی بیعت تو نہیں کرتے اس نے کثرت سے استغفار اور لاجل کرنی چاہئے۔ کہ میں سابقہ بدیاں اور غلطیاں چھوڑ کر مریب نہ ہوں یہ خدا کی دست قدرت پر تہا ہے جو کہ ایک نبی کا قائم مقام کسی کو بنانا ہے اور یہ شکلات آتی ہے مگر خدا بدلا دیتا ہے ان لوگوں میں استغفار نامہ اللہ تعالیٰ شفقت علی خلق اللہ دونوں کمالات پر تے ہیں خدا کے کامل صفات کے یہ لوگ گروہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا اور ان کو جھٹکا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے اگر خدایا ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقل مند اور با وکی علوم کے تحقق اعلیٰ درجہ پر پہنچتے مگر آدمی تم کے لوگ گمراہ انت ہر خدا سے دور ہے جاتے ہیں اپنے مزی پر لے کے بے ضرورت ہوتے ہر خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آدمی اس قسم کے انسان آتے ہیں لیکن لوگوں کے اندر جو غلط کاریاں ہوتی ہیں ان سے بعد ہو جاتا ہے ان غلط کاریوں کی ایک بڑی اصل کبر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے اول تواریخ و اقوال میں کیا ہے۔ اسی واسطہ تکبر و کان من الکافر اس سے ظاہر ہے کہ اولیٰ ہی انکار اور کبر ایک ایسی شے ہے جو فیضان الہی کو روک دیتی ہے ملائکہ کے گزشتہ دورہ میں جو الہام حضرت اقدس کو پہنچا تھا اس میں بھی شرط ملی ہوئی تھی۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علما بالالاستکبار۔ مگر تریک نفس کی ضد ہے اور وہ لوں چیزیں ایک جامع نہیں ہو سکتیں۔ دوسری بات جو کہ انسانی ترقی کی سدرہا ہوتی ہے وہ اس کا اتفاق ہے کہ جب کوئی دیکھتا ہے تو خدا سے بے چوڑ سے وعدہ کرتا ہے۔ کہ اگر یہ دیکھ مجھ سے دور ہو جادے تو میں فلاں فلاں کام کروں گا۔ تیری عبادت کروں گا۔

میں نے کہا کہ اگر وہ لوگ

